سوال

(59) کیا اپنا مال بلیک بیچنا ناجائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جب اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قیمت سے چاہیئے بیچے تو پھر بلیک بیچنا کیوں ناجائز ہے۔ جب کہ تراضی طرفین بھی ہو۔ اور کنٹرول کیا اعتبار ہے۔ یہ تو حکومت غیر مسلمہ کا ہے۔ اور تسعیر تو جائز نہیں اور۔ میں بلیک کیوں نہ داخل ہو۔ بینوا توجروا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اقول بحول اللہ وتوفیقہ وہوالہادي الی الصواب بیع بلیک

یعنی چور بازاری جائز نہیں قطعاً حرام ہے۔ اور۔ میں ہر گز داخل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ بیع شرعی میں کسی شخص کا اور کے مال میں کسی قسم کا تصرف مطلقاً جائز نہیں۔ تاوقت یہ کہ اس بیع یا دیگر تصرفات میں شرعی اجازت نہ ہو۔ اس لئے کہ ازروئے شرع ہر قسم کے تصرف خصوصاً بیع میں اس کے ارکان و شروط و ترک و موانع کا ہونا بھی لازم ہے۔ اور تراضی طرفین تو اشیاء ستہ منصوصہ فی الربا کی بیع میں بصورت عدم مساوات بھی عہد نبوی میں ہوتی تھی۔ مگر پھر بھی حدیث نبوی میں اس کی حرمت کتب صحاح ستہ میں موجود ہے۔ ایسے ہی اور بھی کئی ایک قسم کی بیوع میں باوجود تراضی طرفین کے حرمت ثابت ہے جو علماء ربانیین پر مخفی نہیں۔ اور تراضی طرفین تو قمار یعنی جوئے میں بھی ہوتی ہے۔ مگر وہ قطعاً حرام ہے۔ اور عہد نبوی کی عدم تسعیر پر حال کے کنٹرول کو یاس کرنا غلط ہے اس لئے عہد نبوی میں قدرةً جو قحط سالی ہوئی تھی۔ وہ عرب عام ہو گیا تھا۔ اور ظاہر و علانیہ تھا۔ چور بازاری نہ تھی۔ اس پر صحابہ نے آپ سے ارزانی کی درخواست کی یعنی تسعیر و کنٹرول کی تو آپ نے قدرتی عرف عام کو نہ توڑا نرخ مقرر نہ کیا۔ آپ کا نہ توڑنا بالکل ٹھیک تھا۔ اور زمانہ حال میں جو حکومت غیر مسلمہ نے کنٹرول کیا ہے۔ وہ عرف عام کے درہم برہم ہونے کے بعد کیا ہے۔ اور اب مجبوراً یہی عرف عام ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو رہا نہیں پھر اگر اس پر بھی عمل نہ کیا جاوے گا۔ تو بلیک والوں کا ظلم حد سے زائد گرانی عوام الناس کی حق تلفی و محرومی اور تکلیف شدید ہوگی۔ جس سے نظام صالح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا یہی حکومت کا مقرر کردہ نرخ مجبوراً عرف عام قرار پائے گا۔ اور نسبتاً بلیک سے اس میں رفاہ عامہ بھی ہے۔ اور نسبتاً عرف عام کے قدرے قریب بھی ہے۔ لہذا اس کا اعتبار ہوگا۔ اور عرف عام وہ ہوتا ہے۔ جو ہر شخص مسلم غیر مسلم صالح غیر صالح سب میں بلا کسی اعتراض کے مروج ہوتا ہے۔ اور ظاہر و علانیہ ہوتا ہے۔ چوروں اور ڈاکوؤں کے معاملے کی طرح چھپ کر نہیں ہوتا۔ جیسے کہ بلیک والے کرتے ہیں۔ لہذا بلیک عرف عام نہیں ہو سکتی۔ پس ناجائز و حرام ہوگی۔ اب بلیک یا چور بازاری کے موانع یا اس کے ابطال کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول۔

یہ اس میں چوری ہوتی ہے۔ اوراس کانام ہی چوربازاری ہے۔ جوگناہ کبیرہ وحرام ہے۔ اور بلیک والے حکومت کے بھی چوراورقانون شکن ہیں۔ اگرچہ وہ بعض اہل کاروں کو رشوت دیکردن دیہاڑے بلیک کرتے ہیں۔ وہ اہل کارحکومت کے چورہیں۔ اوررعایااورعوام الناس کے بھی چورکہ ان کا حق کاٹ کرگرانی شدید سے دوسروں کودیتے ہیں۔ اورغرباء بے چارے۔ محروم رہ جاتے ہیں ان کوکہا جاتا ہے کہ مال ہی نہیں آیا۔ اورردی مال ان کودیکھاتے ہیں اوردیتے ہیں۔ حالانکہ اچھا مال دکان میں کافی ہوتا ہے۔ اورچوری کرنا حرام و ممنوع ہے۔

رسول اللہ نے فرمایاہے۔

لاتسرقو

(صحیح بخاری۔ مسلم۔ مشکواۃ ص۹۔)

نیزرسول اللہ نے فرمایاہے۔

لایسرق السارق حین یسرق وہو مومن

(صحیح بخاری۔ ومسلم۔ مشکواۃ۔ ص۹۔)

یعنی چورچوری کرتے وقت ایمان دارنہیں رہتا۔ یہ کہ اس میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ کہ حکومت سے کنٹرول نرخ پرمال بیچنے کیلئے مال لاتے ہیں۔ پھراس کے مطابق نہیں بیچتے۔ توایک جھوٹ توحکومت کے سامنے بولا۔ دوسرایہ کہ جب غرباء وعوام الناس کنٹرول نرخ پرمال لینے آتے ہیں۔ توان کوکہہ دیتے ہیں۔ کہ مال نہیں آیایابک گیا۔ حالانکہ مال دکان میں کافی ہوتا ہے۔ جس کووہ بلیک کرتے ہیں۔ تیسراجھوٹ یہ کہ جب کوئی تفتیش کیلئے آتا ہے۔ توکہہ دیتے ہیں کہ ہم بلیک نہیں کرتے کنٹرول ریٹ پربیچتے ہیں۔ اورجھوٹ بولنا گناہ کبیرہ اورحرام ہے۔ اوربحکم قول اللہ تعالیٰ۔ اللہ سے ڈرواوربات پکی سچی کہو۔ سچ بولنا فرض اورجھوٹ بولنا حرام ہے۔ اوررسول اللہ نے فرمایا۔

اصدقواذاحدثتم

(۔ رواہ احمد۔ والبھیقی۔ مشکواۃ۔ ص۴۰۷۔)

جب بولوسچ بولو۔ صیغہ امروجوب کیلئے ہے۔ لہذاسچ بولنا فرض اورترک کرنا حرام قطعی ہے۔ اوررسول اللہ نے یہ بھی فرمایا!کہ جھوٹ۔ بدکاری اوربدمعاشی کاراستہ دکھاتا ہے۔ اور بدکاری وبدمعاشی ودوزخ کی راہ دکھاتی ہے۔

(صحیح بخاری۔ مسلم۔ مشکوۃ۔ ص۴۰۴)

۔پس بلیک کرنے والے دوزخ کی طرف چلتے ہیں۔

دلیل سوم

بیع بلیک عہد شکنی بھی ہوتی ہے ۔ کہ حکومت سے کنٹرول نرخ کا عہد کر کے مال لاتے ہیں ۔ اور پھر عہد توڑ کر کنٹرول نرخ پر نہیں بیچتے ۔ اور بلیک بیچتے ہیں ۔ یعنی اسی شدید گرانی سے بیچتے ہیں لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے ۔ مال کیا بیچتے ہیں لوگوں کو لوٹتے ہیں ۔ اور بحکم قول باری تعالیٰ ۔ عہد کو پورا کرنا فرض ہے ۔ اور ترک فرض اور عہد شکنی ممنوع اور حرام قطعی ہے ۔ بلکہ بحکم حدیث نبوی ۔ گناہ کبیرہ و نفاق بے ایمانی ہے ۔

(صحیح مسلم ۔ مشکواۃ)

دلیل چہارم ۔

اس میں خیانت اور عوام الناس کی حق تلفی ہے ۔ کہ حکومت نے عوام اور غرباء وغیرہ کیلئے کنٹرول نرخ بیچنے کیلئے ان کو مال دیا تھا ۔ اور بلیک والے ان کا حق کنٹرول نرخ پر ان کو نہیں دیتے ۔ دوسروں کو بلیک بیچتے ہیں ۔ یہ بھی کام حرام اور ناجائز اور نفاق و بے ایمانی کا ہے ۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے ۔

(صحیح مسلم ۔ صحیح بخاری ۔)

دلیل پنجم ۔

اس میں رشوت کا لین دین بھی ہوتا ہے ۔ بلیک والے حکومت کے اہل کاروں کو رشوت دے کر مال زائد لاتے ہیں ۔ یا بہ سبب رشوت دینے کے بے دھڑک بیچتے ہیں ۔ یا پکڑے جانے پر رشوت دے کر چھوڑتے ہیں ۔ اور رشوت سے بھی بعض فرضی پرمٹ بنا کر بلیک کرتے ہیں ۔ اور رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا بحکم حدیث نبوی دونوں ملعون ہیں ۔

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی

(رواہ والترمذی ۔ وابن ماجہ ۔ وغیرھم مشکوۃ ۔ ص ۳۱۸ ۔)

یعنی آپ نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے ۔

دلیل ششم ۔

اس میں احتکار ہے ۔ جس کا معنیٰ مطلقا اشیائے کودنی و نوشیدنی و پوشیدنی وغیرہ ضروریات زندگی و مدار زندگی جن کے عدم یا قلت شدید گرانی شدید سے انسان کی زندگی تلخ و برباد ہوجائے ۔ اور ان کی بوقت ضرورت گراں بیچتا ہے ۔ اور مویشی وغیرہ جانوروں کی زندگی کی ضروریات چارہ وغیرہ بھی اس میں شامل ہے ۔ بلکہ ایسے زمانے کا غذ بھی اس میں داخل جو

قرآن مجید وحدیث شریف اور دیگر کتب دینیات تفاسیر وشرح احادیث وغیرہ کے کام آتا ہے۔ وہ بھی اس میں داخل ہے۔ کہ دین پر روحانی زندگی کا دارومدار ہے۔ اور دین کا قرآن وحدیث ودیگر کتب دینیہ اور وہ کاغذ پر چھپتے ہیں۔ قاموس میں ہے۔

الحکر القلم واسارۃ المعارشرۃ احتکر ای احتبس انتظار الغلایۃ انتہی

حاصل یہ کہ حکرہ یا احتکار کا معنیٰ ظلم ومعاشرت وبرتاؤ میں بدمعالگی ہے۔ اور آگے جوحدیث میں بدمعالگی ہے اور آگے جو حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ اس میں مطلب یہ ہے۔ کہ اشیاء مذکور کو روک کر شدید گرانی سے بیچنا جس سے انسانی زندگی تلخ وبرباد ہوجائے۔ اور احتکار مذکور فی الحدیث طعام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے

امام نووی فرماتے ہیں۔

قال اصحابنا احتکار المحرم ہوالاحتکار فی الاقوات خاصۃ واما غیر الاقوات فلایحرم الاحتکار فیہ بکل حال نوی. صفحہ نمبر31

اس لئے کہ حدیث نبوی عام ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر فہی خاطئ

(رواہ مسلم وفی روایۃ سنن ابن ماجہ المحتکر ملعون انتہی مشکواۃ صفحہ 242-243)

رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احتکار کرنے والا یعنی کے اشیائے ضروریہ انسانی زندگی کو روک کر گردانی سے بیچنے والا گناہ گار ملعون ہے۔ دوسری حدیث اس سے بھی عام ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل فی شئی من اسعار المسلمین لیغلیہ علیم کان حقا علی اللہ ان یقدمہ فی معظم من النار انتہی

(اخرجہ ابوداؤد۔ طیالسی۔ امام احمد۔ فی مسندھا۔ وطبرانی۔ فی الکبیر والحاکم فی مستدرک۔ بیہقی فی سنن الاقوال الافعال جلد2 صفحہ 213)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!کہ جو جو شخص مسلمانوں کی اشیائے کی خریدوفروخت کے زخوں میں دخل دے گا تاکہ ان پر نگرانی کرے۔ مقرر اللہ اس کو الٹا کر کے دوزخ میں ڈالے گا۔

(اسعار المسلمین میں اضافۃ الجمع الی الجمع المعرف)

بالام ہے جو مفید استغراق ہے۔ نیز شئ بھی نکرہ ہے جس میں عموم کی تاکید ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم کی مسلمانوں کی اشیاء ضروریہ زندگی کی خریدوفروخت کے زخوں میں دخل دے کر گرانی کرنے والا خواہ وہ اشیاء از قسم طعام ہوں یا غیر طعام الٹا کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یعنی بلیک بیچنے والا۔ ایسے میں ایک اور حدیث ہے۔ (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر حکرۃ یرید ان یغالی بہا علی المسلمین فہو خاطی انتہی ورواہ الحاکم فی المستدرک زکرہ احافظ وسکت عنہ تحفۃ الاحوزی جلد نمبر2 صفحہ نمبر254)

جو شخص اشیاء ضروریہ کو مسلمانوں پر گرانی کرنے کے ارادے سے روکتا ہے۔ وہ گنہگار ہے۔ یہ تمام حدیثیں ہر قسم کے اشیاء کے احتکار میں عام ہیں اور قاموس سے بھی احتکار کا معنی عام ثابت ہوچکا ہے۔ تو اب بعض علماء کا احتکار کو طعام کے ساتھ خاص کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کا استدلال بعض روایات میں طعام کے زکر سے ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تنقیص ہے۔ تخصیص نہیں جس کی تحقیق نیل الاوطار جلد5 ص87۔ میں ہے کہ اس قسم کی تنصیص وتصریح سے تخصیص وتنقید کا خیال مفہوم لقب ہے۔ جو جمہور محدثین کے نزدیک معتبر نہیں جیسا کہ اُصول حدیث میں مصرح ہے۔ انتہیٰ۔ نیز اگر طعام کے ساتھ احتکار کو خاص کیا جائے تو پھر اوپر کی اسعار المسلمین والی حدیث کے ساتھ تعارض واقع ہوگا۔ لہذا تطبیق یا توجیہ یہی ہے کہ وہ احتکار کے ایک فرد کی تنصیص ہے۔ تخصیص نہیں کما فی نیل الاوطار۔

پس ثابت ہوا کہ طعام کے ساتھ احتکار کو مخصوص کرنا حدیث نبوی وجمہور محدثین واصول حدیث کے خلاف ہے۔ اور بلیک بالکل احتکار ہے۔ جو آجکل چاول چینی گیہوں۔ اور اس کے آٹے سوت کپڑے اور کاغذ وغیرہ میں ہو رہا ہے۔ بالکل حرام ہے شریعت کا اصل منشاء احتکار سے منع کرنے کا یہ ہے کہ عوام الناس کو زندگی کی ضروریات کے عدم یا قلت سے تکلیف نہ ہو کہ جس سے ان کی زندگی برباد یا تلخ ہو جاوے اور نظام صالح کے درہم برہم ہونے کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ اس امر کا ذکر دلیل ہفتم میں آئیگا۔ اور جیسے کہ طعام کی بندش یا قلت و گرانی میں لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے ہی سوت کپڑے کاغذ ادویہ وغیرہ ضروریات زندگی کے عدم یا قلت میں ہوتی ہے۔ لہذا ان کل اشیاء میں بلیک حرام ہے۔

دلیل ہفتم

ہر قسم کی اشیاء ضروریات زندگی کی بلیک میں مسلمانوں کو اور تکلیف میں ڈالنا ہوتا ہے۔

جو بحکم حدیث نبوی ناجائز و حرام ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ من یشاق یشقق اللہ علیہ یوم القیامہ انتہی

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 1059)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ جو شخص لوگوں پر مشقت ڈالے گا۔ اللہ قیامت میں اس کو مشقت میں ڈالے گا۔ وعید شدید بلیک کی حرمت میں بین دلیل ہے۔

دلیل ہشتم

بلیک میں فریب دغا بازی جعل سازی اور دھوکا بازی بھی ہوتی ہے۔ کہ فرضی پرمٹ بنا کر دھوکا دے کر مال وصول کر کے بلیک کرتے ہیں۔ جو بحکم حدیث نبوی حرام و ناجائز ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ من غش فلیس منا اخرجہ الترمزي في جامعہ وقال حسن صحیح

(ترمذی صفحہ نمبر 129)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص لوگوں کو دھوکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی مجھ سے اور میری اُمت سے الگ ہے۔ پس یہ بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ملعون من ضار مومنا او مکر بہ رواہ ترمزي

(مشکواۃ صفحہ نمبر 240)

یعنی جو شخص کسی مومن کو ضرر پہنچاتا ہے۔ یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے۔ اور دھوکا دیتا ہے وہ ملعون ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ المومن غر کریم والفاجر خب لئیم۔

رواہ ترمذی۔ وابوداؤد۔ والحاکم جامع صغیر صفحہ 83)

مومن بھولا اور شریف الطبع ہوتا ہے۔ سخی با مروت ہوتا ہے۔ اور بدمعاش دھوکا باز بخیل۔ یہ حدیثیں بھی بلیک کی حرمت کی دلیل ہیں۔ کہ بلیک کرنے والا دھوکا بازی کرتا ہے۔

دلیل نہم۔

بلیک میں حدیث نبوی ہے کہ الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم انتہی

(صحیح بخاری۔ صفحہ 13 جلد 1)

کی بھی مخالفت ہے کہ حدیث میں مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی کی تعلیم ہے۔ اور بلیک میں مسلمانوں کی بدخواہی و تکلیف اور حق تلفی ہے لہذا حرام ہے۔

دلیل دہم

بلیک میں حدیث نبوی۔ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

(صحیح بخاری۔ ص 6 جلد 1)

کی بھی مخالفت ہے۔ کہ حدیث سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ مسلم بھائی کیلئے بھی وہ امر پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور بلیک والا اپنے لئے بھائی و سرمایا داری چاہتا ہے۔ اور دوسرے مسلم بھائی کے لئے بدخواہی اور اس کا مال لوٹنا لہذا ناجائز و حرام ہے۔

دلیل یازدہم

حدیث نبوی میں ہے۔ الاثم ما حاک فی صدرک وکرہت ان یطلع علیہ الناس

(رواہ مسلم۔ مشکوۃ۔ صفحہ 423)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! گناہ وہ ہے جس کا تیرے سینے میں کھٹکا و شبہ گزرے۔ اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھ پر ناگوار گزرے۔ اور اسلام کے مدعی کو اس کے عدم جواز کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ خصوصاً تفتیش کرنے والوں سے تو ضرور ہی اس کو ناگوار ہوتا ہے۔ اس لئے تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ لہذا یہ گناہ ناجائز و حرام ہے۔

دلیل دوازدہم

یہ کہ شریعت اسلامیہ میں بیع و شرا میں کتاب و سنت کے عموم یا خصوص کا اعتبار ہے۔ یا عرف عام کا

قال اللہ تعالی وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ

(الایۃ (پ 9 ع 14)

اور صحیح بخاری میں ہے۔ باب من اجری امر الامصار علی ما یتعارفون بینہم فی البیوع والاجارۃ والکیل والوزن وسننہم علی نیاتہم ومزاہبہم المشہورۃ وقال النبی ﷺ لہند خذي ما یکفیک و

ولدک بالمعروف وقال اللہ تعالی من کاف فقیر آفلیا کل بالمعروف انتہی ملخص

(ج1صفحہ نمبر294)

خلاصہ یہ ہے کہ بیع و شراو غیرہ معاملات کا مدار و اعتبار کتاب و سنت یا عرف عام پر ہے۔ اور یہ جو بہ سبب ادا مذکورہ بالا بلیک نہ کتاب و سنت کے مطابق ہے۔ نہ عرف عام کے بلکہ ان کے مخالف میں ہے۔ اس لئے کہ عرف عام قدیم ارزانی کا تو قطعاً نہیں۔ اور نہ ہی عرف عام حال کا ہے۔ جو بہ سبب کنٹرول حکومت کے مجبوراً عرف عام ہوگیا ہے۔ اس لئے صرف عام اعلانیہ وظاہر ہوتا ہے۔ اور بلیک چھپ کر اور چوری سے ہوتی ہے۔ لہذا یہ عرف عام نہیں ہو سکتی ہے۔ پس حکومت کا نرخ مجبوراً عرف عام ہوگا۔ اس لئے اگر یہ بھی نہ ہوگا تو پھر اور کیا یہ عرف عام ہوگا۔ اور پھر بلیک حرام ہوگی۔

دلیل سیزدہم

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ

لوگو! ایک دوسرے کے مال کو آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ باطل کا طریقہ بڑا وسیع ہے۔ اور اوپر ثابت ہوچکا ہے۔ کہ بلیک امر باطل ہے۔ لہذا ناجائز و حرام ہے۔

دلیل چہاردہم

اولہ مذکورہ و بالا یعنی براہین شرعیہ سے ثابت ہوچکا ہے۔ کہ بلیک ناجائز و حرام ہے۔ تو بحکم حدیث نبوی دع ما یریبک الی ما لا یریبک

(اخرجہ الترمزي ج2ص84وصحہ النسائی ج2ص291وغیرہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ جس امر میں تم کو شک ہو اور قلق ہو اس امر کو چھوڑ کر یقینی امر پر عمل کرو۔ اب بالکل کوئی سیاہ قلب ہوگا کہ جس کا دل مسخ ہوگیا ہوگا۔ وہی بلیک میں شبہ نہ کرے گا۔ کہ شیطان کا اس پر پورا قبضہ ہے۔ ورنہ مسلم کو ضرور کم از کم دل میں کھٹکتی ہے۔ لہذا حرام ہے۔ اور اس کا چھوڑنا فرض وواجب ہے۔ واللہ اعلم

(25جولائی1947ء)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد14ص67-74

محدث فتویٰ